سوال

(381)بچوں کی تربیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنی بیوی کوکچھ عرصہ پہلے طلاق دے کر اپنی زوجیت سے فارغ کردیا ہے اب میری پانچ سالہ بچی اسی کے پاس ہے۔ چونکہ جہاں میری سابقہ بیوی رہائش رکھے ہوئے ہے۔ وہاں مغربی تہذیب وثقافت کازیادہ اثر ہے۔ اس لئے مجھے اپنی بچی کے عقائد ونظریات اوراعمال واخلاق بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بچی کواپنے پاس رکھوں کیا شریعت کی روسے مجھے یہ حق حاصل ہے۔

کہ میں ایسی حالت میں اپنی بچی کواس کی ماں کے پاس چھوڑنے کی بجائے اسےاپنے پاس رکھوں تاکہ اس کی صحیح تربیت کا بندوبست ہوسکے۔کتاب وسنت کی روشنی میں فتویٰ درکار ہے۔ (سائل عبدالرشیدلاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شریعت اسلامیہ نےبچے کی پرورش وپرداخت کا حقدار ماں کو ٹھرایا ہے۔ اس طرح چھوٹے بچوں کی پرورش کرنے کوشرعی اصطلاح میں ''حضانت ''کہاجاتا ہے۔والدہ کا یہ حق حضانت متعددروایات سے ثابت ہے۔چنانچہ فتح مکہ کے موقع پرجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ روانہ ہونےلگے توسید الشہداء حضرت حمزہ کی ایک چھوٹی بیٹی آپ کے پیچھے آنے لگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اوراسے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کردیا۔بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق جھگڑنےلگے ہرایک کا دعویٰ تھا کہ میں اس کی پرورش کا حقدارہوں۔چونکہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اس بچی کی خالہ تھی اس لئے آپ نے بچی کے متعلق خالہ کے حق میں فیصلہ دیااور فرمایا''الخالۃ بمنزلۃ الام''(مسند امام احمد:1/115)

''خالہ ماں کے درجے میں ہے''آپ کے فیصل کی بنیاد یہ تھی کےبچے کے حق میں ماں انتہائی مہربان ہوتی ہے۔اورپرورش ونگرانی میں وہ مرد کی نسبت زیادہ قدرت رکھتی ہے۔ہاں اگرایسے عوارض پیش آجائیں جن کی وجہ سےبچے کے حق میں ماں کی اس محبت وشفقت کے معدوم ہوجانے کا اندیشہ ہوتوماں کا حق حضانت ختم ہوجاتا ہے۔کیونکہ اس سے مقصودبچے کی فلاح وبہبود ہے۔حضانت اورپرورش کے معاملہ میں بچے کی بہبود کوفوقیت حاصل ہے۔اس بات کااشارہ ان احادیث سے ملتا ہے۔جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح ثانی کرنے کے بعدماں کوحق حضانت سے محروم قراردیا ہے۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ والدین کے اختلاف کے وقت فیصلہ دیاتھا۔

''جب تک تونکاح ثانی نہ کرے اس بچے کی حقدار ہے۔''(مسند احمد:حدیث نمبر22182)

کیونکہ عین ممکن ہے کہ شوہر ثانی کے حقوق کی ادائیگی میں مصروف رہنے کی وجہ سے اپنے سابق شوہر کے بچے کی پرورش کا حق صحیح طور پر ادا نہ کرسکے۔ اس لئے ضروری ہے کہ حق پرورش کے معاملہ میں بچے کی بہبود وحفاظت کا لحاظ رکھا جائے۔ اور حالات کے تقاضے کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ جہاں تک ممکن ہو ماں کو اولیت دی جائے۔ تاکہ اس کی مامتا کا تحفظ ہو۔ بشرط یہ کہ وہاں کوئی امر مانع ہو فقہائے اسلام نے حق حضانت کے متعلق قابل قدر مباحث سپرد قلم کیے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ فلاح و بہبود سے مراد صرف جسمانی طور پر پرورش و پرداخت کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ زہنی نشونما بھی اس میں شامل ہے۔ چنانچہ جس مقام پر بچے کی ذہنیت خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور اس کے اخلاق وافعال بگڑنے کا خطرہ ہو ماں کو حق پرورش نہیں دیا جائے گا۔ درمختار میں ہے دین اسلام سے برگشتہ ہونے والی یا فسق وفجور میں مبتلا عورت سے حق حضانت ساقط ہوجاتا ہے۔'' (ج2ص688)

جسمانی پرورش کے متعلق بھی یہی ضابطہ ہے چنانچہ لکھا ہے کہ: ''اگر عورت میں شوق عبادت حد اعتدال سے بڑھا ہوا اور یہ ''جنونی شوق'' بچے کی صحیح طور پر نشونما میں رخنہ اندازی کا باعث ہو تو اس قسم کی عورت کو بھی حق حضانت سے محروم کردیا جائے گا۔'' (حوالہ مذکورہ)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اگر ماں کسی غیر محفوظ مقام پر رہائش رکھے ہوئے ہے یا اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے وباپ کو اپنی اولاد کا حق ہے۔'' (فتاویٰ: ج34ص 131)

آگے چل کر مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''اصل اعتبار بچے کی بہبود کا ہے اس بنا پر دونوں میں سے کسی ایک کو مطلق طور پر بچے کی پرورش کا حقدار ٹھرایا جاسکتا۔ بلکہ۔ نیک۔ عادل بھی خواہ اور اپنے فرائض وواجبات کی ادائیگی پر قدرت رکھنے والے کو یہ حق ملنا چاہیے۔ اپنی ذمہ داری پوری طرح نہ نبھانے والے کو یہ حق نہیں سونپا جائے گا۔'' (فتاویٰ ابن تیمیہ: ج34ص132)

سید سابق لکھتے ہیں کہ: ''اس معاملے میں بچے کی پوری نگہداشت وحفاظت کی قدرت کا اعتبار ہوگا۔'' (فقہ السنہ: 2/298)

ہمارے ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے بھی متعدد فیصلے اسی بنیاد پر صادر کئے ہیں۔ چنانچہ کیکاؤس نے ایک فیصلہ میں لکھا ہے ''اگرچہ ماں اپنے نابالغ بچے کا (قانونی) حق حضانت رکھتی ہے۔ لیکن باپ حقیقی والی ہوتا ہے۔ اور بچے پر نگرانی اور کنٹرول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر عورت بچے کو ایسی جگہ پر لے جائے جہاں باپ اس پر اپنی نگرانی اور کنٹرول نہیں رکھ سکتا تو ماں حق حضانت کو کھو دیتی ہے۔'' (بحوالہ مجموعہ قوانین اسلام: 3/898)

ہمارے فاضل ججوں کے متعدد فیصلے ایسے ہیں۔ جن میں انہوں نے نابالغ بچوں کو اس بنا پر ماں کی حضانت سے نکال کر باپ کی حضانت میں دے دیا کہ ماں غیر اخلاقی زندگی بسر کر رہی ہے اور اپنے لئے ایسے ماحول کا انتخاب کرلیا ہے۔ جس میں رہ کر نابالغ بچے مستقل طور پر ایسے اثر میں رہیں گے۔ جو ان کو اخلاقی عادات اور روحانی اقدار کو متاثر کرنے کا سبب بن سکتا ہے صورت مذکورہ میں بھی باپ اس قسم کے حالات سے دوچار ہے۔ کہ اس کی بچی اپنی ماں کے زیر اثر رہ کر اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوسکتی ہے۔ اگر واقعی حالات ایسے ہیں۔ جن کا سوال میں زکر کیا گیا ہے۔ تو ماں کو حق پرورش سے محروم کرکے پانچ سالہ بچی کو باپ کے حوالہ کردیا جائے تاکہ وہ صحیح طور پر اس کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرسکے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:391